جناب شمس الحق ندوی

ملتِ اسلامیہ کے جوانوں سے

اس وقت ملت اسلامیہ جن مسائل و مشکلات میں گھری ہوئی ہے، اس کی جدید نسل کے سروں پر الحاد و دہریت کے جو بادل منڈلا رہے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ مسلم معاشرہ جس تیزی کے ساتھ زوال و پستی کی طرف بھاگ رہا ہے۔ اس کے اندر رسم و رواج، نام و نمود، جاہ طلبی و مادہ پرستی کے جراثیم وبائی امراض کی طرح سے برابر پھیلتے جا رہے ہیں، اخلاقی گراوٹ و انارکی اور علم و ہنر سے دوری و لاپرواہی جس طرح عام ہوتی جا رہی ہے، باہمی لین دین و معاملات میں دینی احکامات و اصولوں کو جس بیباکی سے توڑا جا رہا ہے، ان سب چیزوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے نہ مسلمانوں کے پاس قرآن باقی رہا ہے نہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا ذخیرہ اس کے پاس رہ گیا ہے۔

ایسے پُر خطر حالات میں اس جوش و ولولہ اور ہمت و حوصلہ کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے، جس میں دریا کی روانی کا زور اور آبشار کا شور ہو، مگر اس زور و شور کی طاقت اُسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب ملت کے نوجوان میدانِ عمل میں اتریں اور یہ سمجھ کر اُتریں کہ بڑے کام کرنے کے لیے، طوفانوں کا رُخ موڑنے کے لیے محض ہمت و ارادہ اور جوش و جذبہ کافی نہیں بلکہ اس کے لیے تجربہ اور معلومات، دانائی اور تدبیر، احتیاط اور استقلال کا ہونا ضروری ہے اور یہ بات نوجوانوں کو نصیب نہیں، یہ اُس پیرِ دانا کے حصہ میں آتی ہے جس کی رگوں میں خون کی گردش معتدل ہو چکی ہو اور جس کی سیرت میں ذہنی قوتیں امتزاج پا چکی ہوں، وہ تاریخ و حوادث کی سلوٹوں میں جھانک کر بہت کچھ دیکھ چکا ہو، زندگی کے نرم گرم تجربات نے اس کی دانش و بینش کو پختہ بنا دیا ہو۔ بالفاظِ مولانا سید سلیمان ندویؒ "اس دبدبۂ پیری کے سامنے ولولۂ شباب سرِ نیاز خم کر دے" اور اپنی دیوانی جوانی کی لگام اس کے حوالہ کر دے کہ زبانِ نبوت سے نکلے ہوئے یہ الفاظ غلط نہیں ہو سکتے: "الشباب شعبة من الجنون۔ جوانی پاگل پن کی ایک قسم ہے" لہٰذا اس کی لگام ان جہاں بینوں کے ہاتھ میں دے دینے کی ہمت کرنی چاہیئے جن کو عمرِ رواں کے تجربات نے بہت کچھ سکھا دیا ہے۔

ہمارے نوجوان خواہ وہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں ہوں یا مدرسوں اور دار العلوموں میں، ان کو یہ ہرگز نہ بھولنا چاہیئے کہ وہ ایک باعزت ملت، ایک صاحب پیغام ملت، ایک خوددار و غیرتمند ملت، انسانیت کی ڈوبتی کشتی کو ساحل سے ہمکنار کرنے والی ملت کے فرد ہیں، لہٰذا اُن کو آج کے بگڑے ہوئے ماحول میں: بکیر و بنوش "جیسنو اور پیو" کے ماحول میں بگذار و بگذر

(گذارہ کرو اور گذر جاؤ) کے ماحول میں "دو اور دلاؤ" کا حوصلہ پیدا کرنا چاہیئے، خود بھوکے رہو اور دوسروں کو کھلاؤ کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے، وہ اپنے اندر ایثار و قربانی کا ایسا شوق پیدا کریں کہ خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلانے میں وہ مزہ آئے جو کسی کو اپنا پیٹ بھرنے اور نائٹ و نوش میں آتا ہے، ان کو کھونے میں وہ لطف و مزہ آئے جو بعض اوقات کسی کو پانے میں نہیں آتا۔ یہ اپنی جوانی کی بہترین توانائیاں اور ذہن کی بہترین صلاحیتیں جن سے ان کی جھولی بھر دی گئی ہے، ملت کی سربلندی کیلئے دین اسلام (جو دین برحق) کی سربلندی کے لیے داؤ پر لگا دی اور ایک مرد آزاد کی طرح ایک مرد مومن کی طرح خودکشی پر آمادہ زمانہ کو اپنا پیغام سنانے کے لیے، زندگی کا مزہ سنانے کے لیے ہر طمع و لالچ کو ٹھکرا دیں۔ بزبان شاعر ؎

اپنا پیغام زمانے کو سنانے کے لیے
تاج اور تخت بھی ملتے ہوں تو انکار کریں

ہمارے ان نوجوانوں کو جو ملتِ اسلامیہ کا قیمتی سرمایہ ہیں بلکہ اس کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ دین اسلام اور اس کی اعلیٰ اقدار سے ایمان و یقین کی شمع فروزاں لے کر زندگی کی تاریک راہوں میں نکلنا چاہیئے اور اسلامی تعلیمات، اسلامی اخلاق و کردار، اسلامی پیار و محبت، اسلامی سنجیدگی و متانت، اسلامی عدل و مساوات کا وہ آئینہ حق نما دکھانا چاہیئے جو بھٹکے ہوؤں کو راہ پر لگا دے بگڑے ہوؤں کو بنا دے، انسانیت کے الجھے ہوئے گیسو کو سلجھا اور سنوار دے مگر اس کے ساتھ ہمارے نوجوانوں کو یہ ہرگز نہ بھولنا چاہیئے کہ یہ حسن و عشق کا نازک معاملہ، عبد و معبود کا معاملہ، خدائے غیور اور اس بندۂ مومن کا معاملہ ہے جو ادنیٰ شائبہ کسی غیر کا، کسی غیر اسلامی تہذیب و شعار کا، غیر اسلامی افکار و نظریات کا، غیر اسلامی رسم و رواج کا گوارا نہیں کرتا، غیر کے سائے سے بھی اس عشق و محبت کے شیشے میں بل آتا ہے ؎

نازک بہت ہے عشق و محبت کا آئینہ
سایہ پڑے بھی غیر کا اس پر تو ٹوٹ جائے[1]

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

انا اغنی الشرکاء عن الشرک	میں تمام شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں جس
من عمل عملاً اشرک فیہ	نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی
معی غیری ترکتہ وشرکہ۔	اور کو شریک کیا تو اس کو اس کے شرک کے حوالہ
(رواہ البخاری)	کر دیتا ہوں۔

غیروں کے شعار و عادات کو رشک و لالچ کی نگاہ سے دیکھنا اور اس کو اسلامی اقدار سے اچھا سمجھنا کمزوریٔ ایمان کی علامت ہے، حالات اور زمانہ کی رو سے متاثر ہو کر ایک مسلمان کے دل میں یہ خیال آسکتا ہے کہ وہ دوسروں کی بے جا

---

[1] مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ

زندگی کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ سکتا ہے ــــ لہٰذا غیرتِ خداوندی نے اس پر ہوشیار و تنبہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	(اے مسلمانو!) ان ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تم
فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ	کو دوزخ کی آگ لگ جاوے اور اس وقت خدا
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ	کے سوا تمہارا کوئی رفاقت کرنے والا نہ ہو پھر حمایت
ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝	تو تمہاری ذرا بھی نہ ہو۔

بعض وقت بلکہ اکثر اوقات ہمارے یہ نوجوان خارجی اثرات، نئے افکار و نظریات، غیروں کی بود و باش سے متاثر ہو کر اپنی اقدار اور اپنے قومی سرمائے کو کمتر و حقیر سمجھنے لگتے ہیں جو ہمارے ان جواں سال سپاہیوں کی شان کے خلاف ہے جن کے سینوں میں کلمۂ لاالٰہ کا شعلۂ جوالہ بھرا ہوا ہے۔ ایسے لوگ جو غیروں کے خیالات بلکہ یوں کہیے کہ جدید افکار و نظریات سے متاثر ہو چکے ہیں، ان کے ذہن و دماغ میں غیر اسلامی خیالات و رجحانات کے جراثیم سما چکے ہیں ان سے ہم کو کسی خیر کی امید نہیں بلکہ وہ قوم و ملت کے لیے باعثِ ننگ و عار بن رہے ہیں خیر کی امید اور میدانِ عمل میں کودنے کی توقع ہمیں ان نوجوانوں سے ہے جن کو اپنی اسلامی اقدار پر ناز ہے، جن کو عقیدۂ توحید و رسالت پر یقین و اعتماد ہے، جو اپنی جان کی سوغات پیش کر سکتے ہیں مگر دین و عقیدہ کا سودا نہیں کر سکتے، جو مادہ پرستی کے بازار میں ہزار بار ہار سکتے ہیں لیکن اپنی دیانت، امانت، صداقت و عزیمت کا سودا نہیں کر سکتے، جو ڈنکے کی چوٹ پر اذان دے سکتے ہیں، نماز پڑھ سکتے ہیں اور ان کے دلوں میں اس کا وسوسہ تک نہیں آسکتا کہ کچھ روشن خیال لوگ ہمیں قدامت پرست و دقیانوسی کہیں گے۔

ہمارے نوجوانوں کی یہی وہ جماعت ہے جس سے ملتِ اسلامیہ کی بجھی بجھی تمناؤں اور تھکے تھکے ارادوں میں حرارت و گرمی اور قوت و توانائی پیدا ہو سکتی ہے۔

خود ہمارا اسلامی معاشرہ جس زوال و پستی کا شکار ہے اس کو سنبھالا دینے کے لیے بھی اس نئے خون کی ضرورت ہے، ہدایت و راہنمائی تو جہاں دیدہ و تجربہ کار پیر دانا کی ہو اور عمل و تگ و دو جوانوں کی ہو، جب یہ دونوں چیزیں جمع ہو جائیں گی تو ملتِ اسلامیہ نہ صرف یہ کہ زوال و پستی کے غار سے نکل آئے گی بلکہ قیادت و امامت کا اپنا فریضہ ادا کرنے کے لیے پھر سے تازہ دم ہو جائے گی۔

ہمارے وہ نوجوان جو یونیورسٹیوں اور کالجوں میں عصری اور جدید علوم حاصل کر رہے ہیں انہیں یہ قطعاً نہ سوچنا چاہیے کہ وہ ایسے علوم کو حاصل کرنے میں مشغول ہیں جو آخرت میں کام نہ آئیں گے، بلکہ انسانیت کی خدمت کی نیت و ارادہ سے اسلامی اقدار و شعائر پر کاربند رہتے ہوئے ان علوم کا حاصل کرنا بھی عین عبادت ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

نيّة المؤمن افضل	مسلمان کی نیت کا اجر وصلہ اس کے عمل سے
من عمله۔	بھی بہتر ہے۔

اسلامی تعلیمات و اقدار کے ساتھ ساتھ عصری علوم کو حاصل کرنا اور انسانیت کے لیے اس کو مفید بنانا بجائے خود عبادت ہے، خدمتِ خلق اسلامی تعلیمات کا ایک مستقل باب ہے۔ یہ علوم جہاں حصول رزق کا ذریعہ ہیں وہیں نیت خدمتِ خلق کی ہو تو عبادت و رضائے خداوندی کا ذریعہ بھی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:۔

مثل الصانع الذی یحتسب	اس صاحبِ فن و کاریگر کی مثال جو اپنے فن و
فی صنعته الخیر	پیشہ میں حصولِ رزق کے ساتھ ثواب و بھلائی کی
کمثل ام موسٰی	نیت رکھتا ہے حضرت موسٰیؑ کی والدہ کی سی ہے
ترضع ولدھا وتأخذ	کہ اپنے ہی بیٹے کو دودھ پلا رہی تھیں اور فرعون
اجرھاہ	کے دربار سے وظیفہ بھی پا رہی تھیں۔

لہٰذا ہمارے ان نوجوانوں کو جو جدید علم کے حاصل کرنے میں مصروف ہیں، انہیں ان علوم کو مومنانہ شان کے ساتھ حاصل کرنا چاہیئے اور ان علوم کو خدمتِ انسانیت کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ اس وقت دنیا میں جو ماحول قائم ہوا ہے وہ یہ کہ ہر راستہ سے پیسہ کمایا جائے۔ انسانی ہمدردی اور خدمتِ خلق کا احساس و شعور معدوم ہو چکا ہے، اس کو اگر کوئی زندہ کر سکتا ہے تو ہمارے مسلمان نوجوان! ہمارے ان نوجوانوں کو چاہیئے کہ بڑوں اور بزرگوں کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں، اور ان کی راہنمائی میں کام کرنے کی عادت ڈالیں، اس طرح وہ زیادہ اور مفید تر کام کر سکیں گے اور اپنی صلاحیتوں سے قوم وملت کو بھرپور فائدہ پہنچا سکیں گے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ:۔

"قیامت کے دن جب نفسی نفسی کا عالم ہوگا تو نوجوانوں کی وہ جماعت جس نے اپنی جوانی کی بہاروں کو خدا کی اطاعت و فرمانبرداری اور دین و ملّت کی بہرہ داری میں لگایا ہے، عرش خداوندی کے سائے میں لطف و مزہ کی ضیافتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہوگی"

لہٰذا جوانوں کو اپنی جوانی کی قدر پہچاننا چاہیئے، اس کی ناقدری اور اس کو غلط مصرف میں ضائع کرنے سے بچانا چاہیئے، کہ ضائع ہونے کے بعد یہ دولت واپس نہیں مل سکتی ؎

کھیتوں کو دے لو پانی اب بہہ رہی ہے گنگا
کچھ کر لو نوجوانو! اٹھتی جوانیاں ہیں

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کیجئے، اپنا پتہ صاف اور خوشخط اردو میں تحریر فرمائیے۔ (ادارہ)